مجموعہ

رسائلِ امام شاہ ولی اللہؒ

التفہیمات الٰہیہ، البدور البازغہ دراصل حضرت شاہ صاحبؒ کے واردات قلبی، مکاشفات روحانی، اسلامی احکام، معاشرتی مسائل، مصطلحات علوم اسلامی کا شاہکار نمونہ اور علوم الٰہیات کا نادر خزینہ ہیں۔

(جلد ہفتم)

(حصہ اول)

تحقیق و تعلیق

مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

مجموعہ

رسائل امام شاہ ولی اللہؒ

التفہیمات الٰہیہ، البدور البازغہ در اصل حضرت شاہ صاحبؒ کے واردات قلبی، مکاشفاتِ روحانی، اسلامی احکام، معاشرتی مسائل، مصطلحات علوم اسلامی کا شاہکار نمونہ اور علوم الٰہیات کا نادر خزینہ ہیں

(جلد ہفتم)

(حصہ اوّل)

تحقیق و تعلیق:

مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

نام کتاب : مجموعۂ رسائل امام شاہ ولی اللہ جلد ہفتم
مرتبہ : مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی
قیمت : 300
سن اشاعت : دسمبر ۲۰۱۵ء
تعداد : 500
کمپوزنگ : ریاض احمد
آئی ایس بی این : 978-93-84153-04-5
ناشر : شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، مسجد کاکا نگر،
نزد (این ڈی ایم سی پرائمری اسکول) کاکا نگر نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۳

بہ تعاون قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

Title : Majmua Rasail-e-Imam Shah Waliullah-VII
Editing : Maulana Mufti Ataur Rahman Qasmi
First Edition : December 2015
Price : Rs.300/-
ISBN : 978-93-84153-04-5
Composing : Riyaz Ahmed

Published by

Shah Waliullah Institute
Masjid Kaka Nagar, Near (N. D. M. C.
Primary School) Kaka Nagar, New Delhi-110 003
Ph. : 011-26953430, Mob.9811740661
website : www.shahwaliullah.com
Email : shahwaliullah_institute@yahoo.in

فہرستِ کتب

اور کبھی کبھی ہم اس کو اس کے بعض آثار کے ظہور کے وقت تجلی کمالی کہتے ہیں۔

اور جان لو کہ کامل کی روح اس برکت کے درجہ میں ہو جاتی ہے جس میں صاف پانی ہوتا ہے۔ جس میں سورج کی روشنی اندر تک پہنچ جاتی ہے پھر اس میں صورت علمیہ پیدا ہو جاتی ہے اور شخص اکبر سے اور مقدس دائرہ سے اس کو جان لیتا ہے یا اس سے غافل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کبھی کامل دنیوی باتوں یا کسی لذت کے عمل میں مشغول ہوتا ہے، یا تکان کا شکار ہوتا ہے، یا کسی کام میں مشغول ہوتا ہے۔ اس حالت میں یہ صورت یاد دہانی اور حفظ اور دل میں خیال کے طور پر پیش نہیں آتی ہے، اور اس حالت میں اس کی طرف ذہین آدمی ہی متوجہ ہوتا ہے اور اس سے مدد حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے حق میں وہ صورت تمام معارف الٰہیہ کو کھولنے والی ہو جاتی ہے اور عارف اس کو محسوس نہیں کرتا۔

اور جان لو کہ بندہ کی اپنے رب کی طرف توجہ اور اس توجہ کے دوام سے حاصل ہونے والی کیفیت کو نسبت اور سکینہ کہا جاتا ہے۔ اور نسبت کی کئی اقسام اور انواع ہوتی ہیں۔ لیکن جمہور اہل اللہ پانچ اقسام میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہوتے۔ اور ہر قسم کا ایک خاص اثر ہوتا ہے اور ہر قسم کا آئینہ کے درجہ میں ایک خاص منبع ہوتا ہے اور ان کی جہت شمال کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں کواکب شمالی ظاہر ہوتے ہیں پھر ان کی جہت جنوب کی طرف ہوتی ہے۔ تب ان میں کواکب جنوبی ظاہر ہوتے ہیں۔

ان میں پہلی وجود واحد میں موجودات کے اضمحلال کی نسبت اور اس میں ان کا اندراج ہے۔ اور ان کا اس کے ساتھ قائم ہونا ہے اور ان کا آفاقی اثر خیر و شر کے درمیان فرق کے لئے کم ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر نفسی اطلاق کے دائرہ کے لئے استعداد اور خصوصیت کی قمیص کا اتارنا ہے اور اس کا منبع ابداع و خلق کا کمال ہے۔

دوسرے احسان کی نسبت ہے اور دو چیزوں سے مرکب حالت ہے۔ ایک طہارتوں اور اذکار سے پیدا ہونے والے انوار کا مطالعہ اور مثال میں منعقد ہونے والی حقیقت کو جان لینا اور یہی وہ چیز ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ وہ خضوع اور تعظیم کے وصف کے ساتھ صورت علمیہ ہے۔ اور اس نسبت کا اثر شریعتوں سے لذت حاصل کرنا اور انسان کا اس سے بصیرت پر ہونا ہے۔

تیسرے ارواح کی لڑی میں پروئے جانے کی نسبت ہے اور وہ انسیت اور انشراح کے ظہو

راور گھٹیا قسم کی ہیئتوں کے خاتمہ اور بہیمات ملکہ کے اختیار سے ہے۔اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بہت سارے خواب نظر آتے ہیں اور مبشرات صادقہ حاصل ہوتے ہیں۔اور اس کے لئے برکت عظیم ظاہر ہوتی ہے اور اس کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔اور لوگوں کو خوابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جو اس کے عظیم المرتبہ ہونے اور اس کے منبع کے مقدس دائرہ میں ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

چوتھے عشق کی نسبت ہے۔اس سے میری مراد شوق اور قلق ہے۔اور اس کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں جن کے اندر مغز بھرا ہوتا ہے۔مغز کا مطلب وجود کے مخفی معنی کی اصل کا اس کے منبع کی طرف میلان ہے۔اور چھلکے کچھ وہمیہ ہوتے ہیں، اور کچھ فطریہ یا طبعیہ اور کچھ عام جو اوہام وغیرہ سے مرکب ہوتے ہیں۔یہ سالک کی ایک ایسی حالت ہوتی ہے جو اس پر غالب ہوتی ہے۔اس کو عشق کہا جاتا ہے اور مغز محبت ذاتی ہوتی ہے اور اس کے اہل کم ہی لوگ ہوتے ہیں۔

پانچویں حق تعالیٰ کے لئے مثالی صورت علمیہ کی طرف توجہ ہے۔اور اس سے مثال کا نیچے اترنا اور نفس میں سرایت کر جانا ہے۔ان میں سے بعض کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔البتہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا نفس اصل فطرت میں غبی ہوتا ہے۔اس لئے اس کو یہ بات صرف بہیمات وہمیہ کے ضمن میں ہی متحقق ہوتی ہے۔اس بات کو ہمارے اس مقالہ میں آخری ہونا چاہئے۔والحمد للہ اولاً و آخراً

۱۹-تفہیم:

وجود کے نظاموں کا ان کی انواع سمیت بیان

جان لو کہ وجود میں بہت سارے نظام ہوتے ہیں، علوی بھی، سفلی بھی اور مثالی بھی۔ ان کا حکم بڑے بڑے حوادث میں جمع ہوتا ہے جس طرح دیکھنے والے اور آئینہ کا حکم آئینہ میں ظاہر ہونے والی صورت میں جمع ہوتا ہے۔اور ان میں ایک کا حکم دوسرے کے بعد آتا ہے۔ اور نظام مثالی کا بیان یہ ہے کہ روح اعظم کا سایہ ولادت کی حالت میں اس وقت تک واقع نہیں ہوتا جب تک کہ انسان میں بہت ساری مناسبتیں اور بہت ساری استعدادیں پائی جائیں۔پھر ایک مزاج (مکسچر) انسان کامل کو تمام وجوہ سے مستحق ہوتا ہے اور ایک مزاج غیر انسان کے لئے لازم ہوتا ہے۔اور ان دونوں کے درمیان بہت سارے مزاج ہوتے

ہیں۔ جیسے ہوا کو ٹھنڈ لگتی ہے تو وہ پانی بن جاتی ہے پھر شدید گرمی لگتی ہے تو وہ دوبارہ ہوا بن جاتا ہے۔ اوران دونوں کے درمیان یکے بعد دیگرے بہت سارے درجات ہوتے ہیں۔ پھر یہ کہ بشر کا احاطہ کرنے والے انوار میں جو صورت حاصل ہوتی ہے وہ ولادت کی حالت میں اس کے عکس کے وقوع کے لئے سبب ہوتی ہے۔ اس طرح دور (چکر) ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مناسبتوں یا منافرتوں کا وجود انوار اعلیٰ میں اس کی صورت کے نقش ہونے کا سبب ہوتا ہے اور اس کا نقش ہونا بشر پر اس کے عکس کے وقوع کا سبب ہوتا ہے۔ اسی طرح سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور منقش صورتوں سے اس کے مدارک خالی ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب طرح طرح کے بشر پائے جائیں گے تو ان کی استعداد کا اختلاف لازم آئے گا کہ ان میں سے بعض ان سہاروں کے خلاف حرکتیں کریں جن پر نظام بشر مبنی ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے بعض حالات کے لحاظ سے چوپایوں سے جاملیں گے اور یہ کہ انہیں تکلیف اور تکان جو جس کی وجہ سے ان کو تنگی اور دشواری ہو اور وہ چیخ و پکار کرنے لگیں گے۔ پس جب یہ باتیں بہت زیادہ ہو جائیں تو نفوس اعلیٰ میں ایسی ہیئت نقش ہو جائے گی جو روح اعظم کے اسی طرح خلاف ہوگی جیسے گرمی پانی کی حقیقت کے خلاف ہوتی ہے۔ پھر وہ ہیئت شر کا ذخیرہ ہو جاتی ہے۔ وہاں سے شیطان الہام کرتے ہیں اور ان کے اندر بڑھاوا دیتے ہیں۔ اور بشر میں ان کا عکس واقع ہوتا ہے، تب اکثر میں ان کا مادہ سخت نفوس کے فیضان کے لئے تیار ہوتا ہے۔ ان کے راستے قبول الہام کے لئے بند ہو جاتے ہیں، جب کہ شیطان کے الہام کو کثرت سے قبول کرنے والے ہو جاتے ہیں۔ یہی شر اول ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ ہے کہ وہ کسی بھی ایسی شر کو پیدا نہیں کرتا جس کے مقابلہ میں کوئی خیر پیدا نہ کرتا ہو۔ تاکہ حق، باطل کو مٹا دے۔ اس لئے کہ وہ مٹنے ہی والا ہوتا ہے۔ اور اس شر کے مقابلہ میں جو حق نازل ہونے والا ہوتا ہے، وہ فرشتے کا پھیلاؤ اور بشر سے ان کی سختی کا ظہور ہے۔ چنانچہ فرشتہ بنی آدم میں صورت انسانیہ کی طرف سے داخل ہوتا رہتا ہے۔ اور خون کی طرح رگوں میں دوڑتا رہتا ہے اور اس سے فرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس طرح شیطان بھی بنی آدم میں طبیعت کی طرف سے داخل ہوتا رہتا ہے اور خون کی طرح رگوں میں دوڑتا رہتا ہے اور اس سے اپنے شیطانی فرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس طرح دو سختیاں

باہم متعارض ہوتی ہیں۔ایک تختی خیر کی طرف بلاتی ہےاور دوسری شر کی طرف۔اور کبھی ان میں سے کوئی ایک اپنے نفس کے معنی میں غالب آجاتی ہے۔اس صورت میں شیطانؑ کی طرف سے بہت سی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔فرشتے ان کو باطل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور فرشتوں کے اجتماعات ہوتے ہیں جن میں وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور مومنوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

دوسری طرف شیطانوں کے بھی اجتماعات ہوتے ہیں جن میں وہ بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لئے حیلے کرتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔پھر وہ اس شر کو انوار اعلیٰ میں نقش کرتا ہے جس سے اس کی میٹنگ منعقد ہوتی ہے جو پہلی والی کے بہت زیادہ خلاف ہوتی ہے۔اور اس کا خزانہ وسیع ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا عکس زمین میں واقع ہوتا ہے۔ اس طرح اکثر میں ان کا مادہ دجالی اور فرعونی نفوس کے فیضان کے لئے تیار ہوتا ہے۔جو خیر کے الہامات کی تلقین کرنے والوں اور سمجھانے والوں کے مقابلہ میں شر کے الہامات القا کرنے کو لازم تصور کرتے ہیں۔خواہ رویت کی شکل میں ہوں یا فیضان کی صورت میں۔تب خلاف عادت امور اور ہمت کی تاثیر ان کا ساتھ دیتے ہیں۔اس طرح لوگوں پر ان کے دین اور ان کے وسائل کو مشتبہ بنا دیتے ہیں۔اور فرشتوں کی دعوت اور اقلیموں کی حفاظت میں سے جن کا اعتبار کیا جاتا ہے، وہ سمٹ جاتی ہیں۔پھر زلزلوں، وباؤں، آندھیوں، جانوروں میں وبا اور اموات کے ذریعہ عذاب دیا جاتا ہے۔اور چیخوں کے ذریعہ شہر تباہ ہو جاتے ہیں اور مصیبتیں غالب آجاتی ہیں چنانچہ طبیعت کلیہ ایسے عضو کے منقطع ہونے کی تیاری کرنے لگتی ہے جس کے منقطع ہونے سے اس کی صحت برقرار رہتی ہے۔اور حق جو اس کے مقابلہ میں نازل ہوتا ہے اور اس کو مٹاتا ہے کیونکہ وہ مٹنے ہی والا ہے، وہ رسولوں کو بعثت اور لوگوں میں سے تمام عالم کے لئے ایک امت کی تیاری ہے۔اور ان کے دلوں میں جہاد کا داعیہ اور اللہ کے معاملہ میں مخاصمت پیدا کرتا ہے، اور ایسے مضبوط خلیفہ کا پیدا کرتا ہے جو انہیں خیر پر مجبور کرتا ہے، خواہ وہ اس کو چاہیں یا اس کا انکار کریں۔اور اس وقت اللہ کے دشمنوں کو قتل کرنا پوری پوری تنبیہات کا قائم کرنا اور مقررہ شریعتوں کا نزول ہی حق ہوتا ہے۔

اور یہ جان لو کہ جب بھی زمانہ کو پیچھے کی طرف لوٹایا جاتا ہے، عالم اس کے لئے تیار

ہو جاتا ہے جو بعض کے حق میں بشر کی تقدیم کی جہت سے پہلے سے زیادہ سخت اور شدید ہوتا ہے، یہ ایک ہیئت مخالف ہوتی ہے، اور اس کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے جو بشر کی ترقی کی جہت سے پہلے سے زیادہ ذہین اور گہرا اور خیر کی معرفت میں زیادہ شدید ہوتا ہے۔ یہ مجالس کاملہ ہوتی ہیں جو قوم کے لئے آگے پہنچنے والا اجر اور ذخیرہ آخرت ہوتی ہیں۔

اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں پھیلا ہوا شر، توحید کی فراموشی تھی، حق تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں توحید کی اشاعت اور طہارت، صلوۃ، زکوۃ، حج وصوم اور ذکر جیسی عبادتوں کی ترویج کو نازل کیا۔ اور جب ہمارے نبی محمدؐ کے زمانہ میں پھیلا ہوا شر ملتوں کا بگاڑ اور خاص طور سے اصحاب وسائل کا انقلاب تھا اور معاملہ بہت شدید اور سخت تھا، حق تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں جہاد، عبادتوں کی اشاعت اور ان کے لئے مقررہ اوقات نازل کئے اور روم وعجم کی مملکتوں کے زوال اور چوتھے وسائل کی ہیئت کی طرح امر نبوت کے انتظام کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے خیر کا ایک باب کھول دیا جو آپؐ سے پہلے نہیں کھلا تھا اور اس کے ذریعہ لوگوں میں سے اس امت کا انتظام کیا جو لوگوں کے لئے نکالی گئی بہترین امت ہے۔

اور ہم سے وعدہ کیا کہ آخر زمانہ میں ایک ایسا شخص نکلے گا جو شر کی کنجی ہوگا، وہ دجال اکبر ہوگا۔ پھر اس کو عیسیٰ علیہ السلام مٹائیں گے اور بڑی بڑی جنگیں پیش آئیں گی، پھر وہ جنگیں احاطہ کرنے والے انوار کی طرف لوٹیں گی، پھر ان کا عکس پڑے گا، تب عالم، فضا کے واقعات میں سے ایک واقعہ عظیمہ کے لئے تیار ہوگا۔ انسان اور تمام مخلوقات ہلاک ہو جائیں گی اور ہر عنصر اپنے محل کے لئے لوٹ جائے گا۔ پھر بارش ہوگی اور معتدل ہوائیں چلیں گی اور زمین میں اس کا شباب پھونک دیا جائے گا۔ پھر تمام جاندار جو مر چکے تھے، اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور وہ جسم کے لئے رب سے زیادہ شدید سرگشتگی ہوتی ہے۔ اور اس کی دم کی جڑ باقی رہ جائے گی یعنی وہ علامت جس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ فلاں کا بدن ہے، وہ جسم پر چمٹ جائے گی اور وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور جنس آخر محبت کی دیوانگی ہوتی ہے لیکن اس کی دم کی جڑ باقی نہیں رہتی۔ پھر زمین سے جسم میں اعتدال پھونکا جائے گا اور جنس آخر ارواح کے ہیجان کے وقت مستحق ہوتی ہے۔ اور اس کی بلندی یہ ہے کہ وہ مثالی جسد جیسے فرشتوں اور شیاطین سے تقویت حاصل کرتا ہے، اس صورت میں وہ حیات ابتدائی نہیں ہوگی بلکہ اس کے اندر پائے

جانے والے مجازات کی تکمیل کے لئے ہوگی۔ پھر وہ جسم ہیئت مادی حاصل کریں گے، اور حشر کے مسائل سے دوچار ہوں گے، اور جس طرح بشری ہیئتوں کا احاطہ کرنے والے انوار کی طرف لوٹتے ہیں، اسی طرح شیاطین کے ساتھ ملائکہ کا جہاد پہلے مرحلہ میں اس کی طرف لوٹتا ہے اور کفار کے ساتھ مخاصمت رکھنے والے انبیا کے فیضان کے لئے تیار ہوجاتے ہیں اور دوسرے مرحلہ میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے والی ارواح کی ہیئتیں اپنے علوم کے ساتھ لوٹتی ہیں۔ اور علوم کی اشاعت کا فائدہ دیتی ہیں اور عصری، عربی اور شرعی علوم پھیلتے ہیں۔ جو پہلے سے موجود نہیں تھے۔ اور تیسرے مرحلہ میں یہ ارواح ان علوم کے ساتھ لوٹتی ہیں تب عالم سے ہیئت کے جدا ہونے کا فائدہ دیتی ہیں۔ اور جب ان کی ہیئت ملاء اعلیٰ میں نقش ہوجاتی ہے تو وہاں عالم حشر کے لئے تیاری کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

۲۰- تفہیم:

اوقات کی تاثیر

جان لو کہ نفس ناطقہ بدن کے اندر اتر جاتا ہے اور بدن دوسری تمام چیزوں کے مقابلہ میں اس ہوا سے زیادہ متاثر ہوتا ہے جو اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور ہوارات اور دن کی ساعتوں میں سورج کی وضع کی تبدیلی سے تبدیل ہوتی ہے۔ اس سے میری مراد سردی اور گرمی وغیرہ نہیں ہیں بلکہ ان ساعتوں میں اس کی خاصیت کے ساتھ تاثیر ہوتی ہے۔

اس تاثیر کے معاملہ کا میں نے کئی بار خود اپنے اوپر تجربہ کیا کہ رات کا آخری حصہ تضرع میں عجز وانکسار اور مناجات میں نفس کو لذت کے حصول کا وقت ہوتا ہے۔ اور فجر کا وقت اللہ کے جلال پر مطلع ہونے سے نفس کے اندر پائی جانے والی خوشی ومسرت سے لذت کے حصول کا وقت ہوتا ہے۔ اشراق، طاعات اور طہارتوں کے انوار کے ظہور کا وقت ہے۔ ظہر اس قوی تاثیر کی قبولیت سے حاصل ہونے والی لذت کا وقت ہے جو باطن میں بے قراری پیدا کرتی ہے۔ اور اس میں اس کلمہ کی طرح جدوجہد اور قوت کے ساتھ داخل ہوتی ہے جو عشق کو برانگیختہ کرتا اور قلق پیدا کرتا ہے۔ ضحیٰ یا چاشت، اشراق اور ظہر کی حالتوں کے درمیان کیفیت متوسط کے ظہور کا وقت ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے کچھ نہ کچھ اخذ کرنے کا وقت ہوتا ہے۔

۲۴- تفہیم:

علم طلسمات اور علم شرائع کی بنیادیں

جاننا چاہئے کہ انسان سوتے وقت جو خواب دیکھتا ہے، ان میں زیادہ تر صورتوں میں سے کوئی صورت نظر آتی ہے۔ اور اسی طرح اس کے دل میں کوئی خیال آتا ہے۔ چنانچہ اس خیال سے دوسرا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ذہن کی یہ منتقلی کسی عقلی لزوم کے قبیل سے نہیں ہوتی بلکہ یہ دوسری نوعیت کی ہوتی ہے۔ اور اسی طرح کے انتقالات پر عالم مثال میں نظر آنے والے امور مبنی ہوتے ہیں۔

اب جب آپ نے یہ بات سمجھ لی ہے تو یہ جان لیجئے کہ انسان جب کسی کی صورت اور ڈھانچہ کو دیکھتا ہے اور اس کا خیال کرتا ہے تو اس تصویر اور ڈھانچہ پر قوی فعالہ کے لئے برانگیختگی پیدا ہوتی ہے اور اس پر علم طلسمات اور نیرنگ مبنی ہوتے ہیں۔ اور پھر علم شرائع مبنی ہوتے ہیں۔ اور اس کا راز یہ ہے کہ افراد بنی آدم جب ان حقائق کے ساتھ ان فکر انگیز امور سے تعلق زیادہ رکھتے ہیں تو ان کے اور حقائق کے درمیان اختلاط ہو جاتا ہے اور عالم مثال میں مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ ان کے نفوس کے اندر نقش ہو جاتا ہے۔

۲۵- تفہیم:

مقدس دائرہ

نفس کلیہ ایک آئینہ ہے جس میں مبدأ المبادی، اول الاوائل کی صورت نقش ہو جاتی ہے اور تمام ممکنہ استعدادات کی صورتیں مصلحت کلیہ کے مطابق ہوتی ہیں۔ پس مبدأ المبادی کی صورت موجود الکل میں بمنزلہ قلب کے ہوتی ہے اور وہ اس کے تمام اعضا و اطراف میں تصرف کرتی ہے اور ملائکہ کی ہمتیں اور کاملین کی ارواح اس کو گھیر لیتی ہیں۔ اس لئے اس مقام کو مقدس دائرہ کہتے ہیں۔ چنانچہ جب گھیرے کی کثرت ہو جاتی ہے تو صورت الٰہیہ انتہائی تیزی میں بمنزلہ جوہر شفاف ہو جاتی ہے۔ اس سے نظر اس سے اوپر والے کی طرف نفوذ کرتی ہے۔ اور کوئی اس بات سے نہ واقف ہوتا ہے، نہ سمجھتا ہے کہ وہاں ایک شے متوسط تھی، پھر اس کا احاطہ جو ہر کثیف بمنزلہ چونہ کے کر لیتا ہے تب بعض انوار بعض کی طرف پلٹ آتے ہیں۔ اور منعکس ہو کر محسوس طور پر نظر آنے والے ہو جاتے ہیں، تو یہ قرب، اوّل امر ہوتا ہے اور یہ

لوٹنا اور پلٹنا نیا نظر آنے والا ہوتا ہے۔

۲۶- تفہیم:

علم اور معلوم کا اتحاد

جاننا چاہئے کہ تجلیات خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں، ان کا مرجع دو چیزیں ہوتی ہیں، ایک صورت علمیہ جو حواس خمسہ میں سے کسی ایک میں نقش ہوتی ہے۔ پھر اس صورت علمیہ کی دو وجہیں ہیں، وجہ واحد سے وہ نفس عالم میں قائم عرض ہے اور دوسری طرف سے وہ معلوم کے ساتھ نوع اتحاد سے متحد ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے وہ ادراکی یا خیالی یا وہمی ساخت میں معلوم کے لئے تجلی ہوتی ہے۔ اور دوسری رقیقہ ہے جو ذات الٰہیہ کے مقابل ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مثلاً جب زید نے اس میں گہری نظر سے دیکھا تو ظاہر ہوا کہ وہ انسان، حیوان، جسم، ناطق، حساس، صاحب ارادہ، نامی (بڑھنے والا) چلنے والا، لکھنے والا، ہنسنے والا، شاعر، رومی، حبشی وغیرہ ہے۔ اور ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ ذاتیات اور عرضیات کے باب سے ہے۔ چنانچہ وہ ایسا امر کلی ہے جو اس فرد کے ساتھ تقید سے متخص ہوتا ہے۔ اور وہ نفس امر میں کسی وطن یا میدان میں موجود ہے اور ہم اس موجود کو رقیقہ کا نام دیتے ہیں۔

اور رقیقہ جو ذات الٰہی کے مقابل ہوتی ہے، وہ موجود میں ایک لمبا چمکدار نقطہ ہوتا ہے اور وہ چونکہ موجود ہے، اس لئے اس میں وہ وجود ہے جس میں موجودات اور وجود برابر ہوتے ہیں۔ وہ ذلت سے نیچے اترتا ہے۔ چنانچہ ان مراتب میں جن میں وجوب کے احکام غالب ہوتے ہیں، یہ نقطہ ظاہر ہے اور تمام مراتب میں پوشیدہ ہے۔ چنانچہ جب ظاہر ہوگا، وہ شخص ایک فرد ہوگا اور بہت زیادہ تامل کرتا ہے یہاں تک کہ اس نقطہ تک پہنچ جاتا ہے، پھر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور وہی تجلی ذاتی ہے اور یہی رقیقہ بعینہا شخص اکبر میں موجود ہے۔ اور وہ اس میں بمنزلۂ روح ہے اور وہ اللہ اور نفس کلیہ کے درمیان واسطہ ہے۔ اور وہ پہلو جو اس نقطہ پر ختم ہوتا ہے، مقدس دائرہ ہے۔ لیکن اس نقطہ کے لئے مراتب ملکی وروحی میں فضیلتیں مظہر و نمود اور تجلیات ہیں۔

اور ان مراتب کے لباس ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں حاصل ہوئے۔